رفیعؔ اجمیری: ایک جواں مرگ افسانہ نگار

چھوٹو لال
اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گرلز کالج
پیپلو، ٹونک، راجستھان۔304801
Mob: 9829827798

اردو افسانے کی ترویج و ترقی میں اجمیر (راجستھان) کے افسانہ نگاروں کا بھی اہم رول رہا ہے۔ یہاں بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں اردو فسانہ نگاری اپنے شباب پر تھی۔ ایک طرف انگریزی افسانوں کے ترجمہ شائع ہو رہے تھے تو دوسری طرف طبع زاد افسانے بھی تخلیق کیے جا رہے تھے۔ راجستھان کے تناظر میں اجمیر ہی وہ صوبہ تھا جہاں سب سے پہلے اردو افسانہ نگاری کی جانب توجہ مبذول کی گئی۔ ابتدائی دور میں یعنی بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں یہاں جو افسانہ نگار موجود تھے ان میں حیدر اجمیری، رفیعؔ اجمیری، قیسی رامپوری، محمود الحسن بہار کوٹی، عبیداللہ قدسی، عرفان فضائی، معین زلفی وغیرہ کے نام خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ ''راجپوتانہ میں اردو اصنافِ ادب میں لکھا ہے کہ،

''راجستھان میں افسانہ نگاری صحیح معنوں میں ۱۹۲۲ء سے ملتی ہے۔ جب راجستھان میں بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں باقاعدہ افسانے لکھے جا نے لگے تھے۔ راقم نے حیدر اجمیری کے دو افسانے تلاش کئے ہیں جو

۱۹۲۲ء میں رسالہ ہزار داستان لاہور میں شائع ہوئے تھے۔ جن کے نام روزا اور شمع دان، ہیں۔ یہ دونوں افسانے ابھی تک کی تحقیق کے مطابق راجستھان کے مطبوعہ قدیم افسانے ہیں۔ پروفیسر فیروز احمد صاحب نے ۱۹۲۵ء تک کے افسانوں کا ذکر اپنے مضمون ''آزادی سے قبل راجستھان میں اردو افسانہ'' (۲۰۱۲ء) میں کیا ہے۔ حیدر اجمیری کے بعد رفیعی اجمیری، قیسی رامپوری، ابوالعرفان فضائی، الیاس رضوی اجمیری، معین زلفی (سبھی اجمیر) کے نام بتدریج لئے جا سکتے ہیں۔ جودھپور میں عظیم بیگ، جے پور میں شہاب برنی، ستار جے پوری، مختار الرحمٰن راہی اور ممتاز شکیب، شانتا بالی، ایسے نام ہیں جنھوں نے ملکی سطح پر افسانوی ادب میں نام کمایا۔ ان کے علاوہ حامد رشید ٹونکی، حبیب کیفی، نذیر فتح پوری وغیرہ راجستھان کے افسانوی ادب میں معزز اور معتبر نام ہیں۔''[۱]

رفیعی اجمیری (1909-1939):۔ اپنے معاصرین افسانہ نگاروں میں ایک ممتاز شخصیت کے حامل تھے۔ رفیعی اجمیری جن کا اصل نام 'رفیع الدین صدیقی' تھا، کے حالات زندگی صرف ایک ہی جگہ نظر آتے ہیں، وہیں سے چند سطور نقل کرنا چاہوں گا۔

''رفیعی اجمیری جن کا اصل نام رفیع الدین صدیقی تھا، ۱۹۰۹ء میں اجمیر میں پیدا ہوئے۔ اور عین عالمِ شباب میں ۱۹۳۹ء میں انتقال کر گئے۔ والد کا نام شیخ سلام الدین تھا۔ اجمیر کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ بچپن سے ہی بہت ذہین تھے۔ مطالعہ کا شوق بہت تھا۔ اردو عربی فارسی انگریزی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ جب انھوں نے جولائی ۱۹۲۷ء میں رسالہ ''کیف'' جاری کیا تو ان کے برادران نے اس کی سخت مخالفت کی

تھی، جس کی وجہ سے رفیعی نے فضائی اجمیری اور قیسی رامپوری کو اس کی ذمہ داری سونپ دی تھی۔ صرف تیس سال کی زندگی میں انھوں نے ملک گیر پیمانے پر نہ صرف شہرت حال کی بلکہ اپنی تخلیقات کے ذریعہ مشاہیر ادب کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ اختر شیرانی، ان کے یار غار تھے، مجنوں گورکھپوری، نیاز فتح پوری، غلام رسول مہر، ساغر نظامی جیسی مشہور ادبی شخصیات سے ان کے تعلقات رہے۔ انھوں نے طبع زاد افسانے بھی لکھے، انگریزی ادب سے ترجمہ بھی کئے، اور انگریزی ناولوں کا ترجمہ بھی کیا۔'' ۲؎

حضرت نیاز فتح پوری نے رفیعی اجمیری کے لیے لکھا تھا،

''حضرت رفیعی اجمیری، اجمیر کے ایک ایسے معزز و بارسوخ خاندان سے متعلق ہیں جس کے افراد قدیم کی داستان تاریخ ہند میں ''زکاشی تابہ کاشان نیم گام ست'' کی داستان ہے۔ لیکن یہ خود اس کے دورِ انحطاط کی یادگار ہیں اور اس لئے بجائے سیف کے صرف قلم کے مالک ہیں۔'' ۳؎

اسی طرح ساغر نظامی نے ایک بار لکھا تھا،

''رفیعی ایک جوہرِ قابل تھا، جسے موت نے ہم سے چھین لیا۔ اس کے خطوط میں اس کا اسلوب صاف جھلک رہا ہے۔ یہ اسلوب جو ابوالکلام اور نیاز سے متاثر ہونے کا نتیجہ سہی لیکن خود بھی انفرادیت رکھتا ہے۔ رفیعی ایک بلند اور نازک حس کا مالک تھا۔ اس کے قلم میں رومانی ادب کی تخلیقی قوتیں تھیں۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اردو ادب میں ایک بڑی شخصیت مصدّق ہوجاتی۔'' ۴؎

رفیعی اجمیری، ترقی پسند تحریک سے پہلے کے افسانہ نگار ہیں۔ ان کی افسانہ نگاری پر تبصرہ کرتے ہوئے محمودالحسن بہارکوٹی لکھتے ہیں۔

''اس دور میں سب سے پہلے ہماری نظر رفیعی اجمیری مرحوم پر پڑتی ہے، یہ تیسرے دور کا پہلا افسانہ نگار بھی اب تک پہلے دور کے رنگ سے متاثر تھا۔ ان کے تمام ابتدائی افسانے نیاز اور، ل،احمد کے رنگ کے مماثل ہیں لیکن آگے چل کر رفیعی نے اپنا جدا رنگ پیدا کرلیا جو صرف انہیں کے لئے مختص ہو کر رہ گیا تھا۔ حلاوت بیان اسلوب نگارش اور ہلکے مزاج کی چاشنی رفیعی کے افسانوں کی جان ہیں۔ ان کے افسانوں میں زندگی ہے اور ایسی اُپج جو مستقبل کے یلغار میں بھی ماند نہ پڑے گی۔ انہوں نے اپنے افسانوں میں تخلیقی مواد بھی پیش کیا ہے اور یہ مواد ان کے آخری زمانے کے بہترین افسانوں ''محبت کا بلاوا'' ''حسن مصلی'' اور ''پتنگ کی جنگ'' میں ملتا ہے۔ ان افسانوں میں پہلی بار اصل حقیقت نگاری کی طرف ان کا قلم مڑا ہے۔'' ۵

رفیعی اجمیری کے افسانوی مجموعہ ''کہکشاں'' کے تعلق سے ڈاکٹر جمالی نے لکھا ہے،

''آپ کا افسانوی مجموعہ ''کہکشاں'' کے عنوان سے ۱۹۴۳ء میں ساقی بک ڈپو دہلی سے شائع ہوا تھا۔ جس میں ان کے تیس افسانے اور چار مضامین بھی شامل ہیں۔ راقم الحروف کے پیش نظر ''کہکشاں'' کا جو ایڈیشن ہے، اس پر سنہ اور مطبع کا نام نہیں ہے، لیکن شاہد احمد دہلوی، مدیر ساقی نے، ساقی بک ڈپو دہلی سے اس کو شائع کروایا تھا، اس کے اشتہار بھی انھوں نے اپنے رسالے میں دئے تھے۔ میرے پاس جو ''کہکشاں'' ہے اس پر رفیعی اجمیری مرحوم لکھا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ان کی وفات کے بعد شائع ہوا۔ اس میں تیس افسانے اور چار ادبی مضامین شامل ہیں ان کے عنوانات حسب ذیل ہیں،

وقفہ۔ بدگمانی۔ جاہل۔ ایک خطرناک غلطی، جرمِ تغافل، روشن آرا باغ

میں ایک دن۔کارنمایاں۔خدمتِ قوم۔بے غرض خودغرضی۔رات اور زلف کاافسانہ۔سوئے مےخانہ آمدِ پیرما۔داستانِ بلاکشاں نہ سنو۔اگرتم اس سے محبت کرتے ہوتو کہ دو۔محبت کا بلاوا۔حسنِ مصطفٰے۔مٹھائی۔ظریف کی بے چین روح (ڈرامہ) گھوسن کی لڑکی۔موہن۔دامِ فریب۔بچوں کی تعلیم۔جب نیند ترجمان ہو۔عورت کی نفسیات۔نہ تنہا عشق از دیدار خیزد۔عشق ازیں بسیار کرد است و کند۔دین الٰہی۔پتنگ کی جنگ۔سڑکی حکیم۔مراق۔''[۶]

رفیعی اجمیری کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے،ان کے ہم عصر قیسی رامپوری نے لکھا تھا،

''رفیعی نہایت ہی خوش فکر اور بڑے ہی ذہین تھے۔نظم ونثر،تحریر وتقریر سب کے بادشاہ تھے۔جیسی بے نظیر تحریر تھی ایسی ہی دلکش تقریر تھی۔سامعین کو بالعموم خاموش ہی پایا ہے مگر یہ بلبل ہزار داستان جب چہکتا تو سحر گفتگو سے محفل مسحور ہوجاتی تھی۔اس میں کچھ مبالغہ نہیں کررہا ہوں جولوگ مرحوم کی پرائیوٹ مجالس میں رہے ہیں وہ اس کی تصدیق کرسکتے ہیں۔میں نے بڑے بڑے قابلوں کو اس سحر گفتار نوجوان کے مقابلہ میں گنگ پایا ہے۔طبیعت میں شوخی وشرارت بھی بے حد تھی۔اور زندہ دلی،خوش مزاجی اور شگفتہ گوئی کا تو یہ عالم تھا کہ بہت سے لوگ مرحوم کے پاس محض آتے ہی خوش وقتی کے لئے تھے۔نیازؔ صاحب سے مرحوم کی خوبیاں پوچھئے وہ بھی ان کے مداحین میں سے ہیں۔حافظہ اس قدر قوی تھا کہ پیش پا افتادہ وقابل فراموش باتوں سے لے کر دنیا کے اہم ترین امور تک یاد داشت میں محفوظ تھے۔ہر موضوع پر بول سکتے تھے۔کمال کے ساتھ۔فطرتاً رجائی واقع ہوئے تھے۔ٹریجڈی اور قنوطیت سے سخت متنفر تھے۔''[۷]

پروفیسر فیروز احمد رفیعی اجمیری کی افسانہ نگاری کے تعلق سے لکھتے ہیں،

''رفیعی اجمیری ان افسانہ نگاروں میں نہیں تھے جن کے ہاتھ میں تبلیغی نصاب تھا۔یا جو اپنے مفید خیالات سے معاشرتی زندگی میں انقلابی تبدیلیوں کے خوگر تھے۔ان کے یہاں سماجی اور عمرانی مسائل سے عمداً چشم پوشی کا اظہار ہوتا ہے۔وہ نہ سیاست میں الجھتے ہیں اور نہ ہی اخلاقیات میں ۔وہ ایک عاشق ہیں جو اگر میدان غزل میں سرگرم عمل ہوتا تو اپنی شدید انفرادیت سے ایک کارنامہ انجام دیتا۔مگر غزل کے اشعار کی ریزہ خیالی کی طرح ان کے افسانوں کے موضوعاتی سطح کا تعلق بھی روایتی غزل کے اسی غالب موضوع سے ہے جو عرف عام میں عشق کہلاتا ہے۔اس عشق کے ہزار رنگ ہیں اور ہر رنگ جن کیفیات کا مظہر ہوتا ہے،رفیعی کے افسانے ان ہی کیفیات کے ترجمان ہیں۔مثلاً ان کا افسانہ''عورت کی نفسیات''،صرف اس بنیادی مسئلہ کے مختلف پہلوؤں سے متعلق ہے کہ محبت کے لئے جبر ضروری ہے یا نہیں۔''[۸]

''رفیعی کے افسانوں کا عام مزاج حسن وعشق کے ان ہی فلسفیانہ نکات کا ترجمان ہے ۔وہ میاں بیوی کے آپسی رشتے ہوں یا عنفوان شباب کی سرحدوں کو چھوتے ہوئے نوجوان دلوں کے دہکتے ہوئے جذبات،رفیعی کی نظر ان سب پر محیط ہے۔اس لئے ان کے افسانے زندگی اور سماج کو درپیش مسائل کا نہ کوئی حل پیش کرتے ہیں اور نہ ہی انھیں ان سے کوئی دلچسپی ہے۔وہ سرتاپا رومانوی ہیں اور یہی رومان ان کے رگ وپے میں سرائیت کئے ہوئے ہے۔اس کا مزید ان کے افسانوں کی زبان سے بھی فراہم ہوتا ہے۔جس طرح ان کے کردار زرق برق لباس میں ملبوس نظر

آتے ہیں،اسی طرح تشبیہات و استعارات نیز تراکیب سے بھی ان کی

زبان ہے۔"۹

رفیعی اجمیری نے افسانوی ادب میں ملک گیر پیمانے پرشہرت حاصل کی تھی۔لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ راجستھان کے ہی لوگوں نے ان کواوران کی افسانہ نگاری کو بھلا دیا۔نہ تو پرکوئی تحقیقی کام ہوااور نہ ہی راجستھان کے تحقیقی مقالوں میں ان کو جگہ دی گئی۔آج ضرورت ہے کہ رفیعی اجمیری جیسے عظیم افسانہ نگار کی خدمات کو مکمل طور پر منظر عام پرلا یا جائے۔اور یہ خوش آئند بات ہے کہ دیر سے ہی سہی ڈاکٹر جمالی نے رفیعی اجمیری کی حیات اوران کی افسانہ نگاری پرایک ضخیم مستقل کتاب ''رفیعی اجمیری اوران کی افسانہ نگاری'' کے عنوان سے شائع کی ہے۔بلا شبہ یہ کتاب ''رفیعی شناسی'' کے لیے ایک مستند ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔رفیعی اجمیری کا شمار راجستھان کے اولین افسانہ نگاروں میں تو شمار ہوتا ہی ہے ساتھ ہی اردو افسانے کوراجستھان میں مقبول بنانے میں بھی انھوں نے اہم کردارادا کیا تھا۔

☆☆☆

ماخذ۔

۱۔راجپوتانہ میں اردو اصناف ادب:ایک جائزہ۔ڈاکٹر شاہد احمد جمالی۔راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی،جے پور۔۲۰۲۱ء۔ص،۱۷۵

۲۔رفیعی اجمیری اوران کی افسانہ نگاری۔راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی،جے پور۔۲۰۲۰۔ص۔۲۰

۳۔چند دن لکھنو سے باہر،نیاز فتح پوری کا مضمون،نگار،فروری،۱۹۳۰ء۔لکھنو،ص۔۷۷

۴۔ماہنامہ ایشیا۔میرٹھ(ساغر نظامی)۔جنوری،۱۹۴۲ء

۵۔محمود الحسن بہار کوٹی...ایک تعارف۔شاہد جمالی۔راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی،جے پور، ۲۰۱۹۔ص۔۷۶

۶۔رفیعی اجمیری اوران کی افسانہ نگاری۔ڈاکٹر شاہد احمد جمالی۔راجپوتانہ اردو ریسرچ اکیڈمی، جے پور۔۲۰۲۰ء۔ص۔۳۱۔۳۲

۷۔ماہنامہ ساقی۔دہلی۔شاہد احمد دہلوی۔مئی۔۱۹۴۱ء۔

۸۔راجستھان میں اردو، ڈاکٹر فیروز احمد، براؤن بک پبلشرز، دہلی۔۲۰۱۳ء۔ص، ۴۷۸

۹۔راجستھان میں اردو، ص، ۴۸۰